بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

جماعتِ اسلامی اور اُس کے انتخابی مقاصد

جماعت اسلامی پاکستان جن مقاصد کے لیے ملک کے آئندہ انتخابات میں حصہ لے رہی ہے، اور جن اصلاحات کو وہ اس ملک کے نظام میں نافذ کرنا چاہتی ہے، ان کی تشریح سے پہلے ضروری ہے کہ خود اس جماعت کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔

جماعت اسلامی کا مقصد یہ جماعت ان محدود معنوں میں کوئی "سیاسی" یا "مذہبی" یا "اصلاحی" جماعت نہیں ہے جن میں عام طور پر یہ الفاظ بولے جاتے ہیں، بلکہ یہ وسیع معنوں میں ایک اصولی جماعت ہے جو پوری انسانی زندگی کے لیے ایک جامع اور عالمگیر نظریۂ حیات پر یقین رکھتی ہے، اور اپنے اس نظریہ کو انسانی عقائد و افکار میں، اخلاق و اطوار میں، علوم و فنون میں، ادب اور آرٹ میں، تمدن و تہذیب میں، مذہب اور معاشرت میں، معاشی معاملات میں، سیاست اور نظمِ مملکت میں، اور بین الاقوامی تعلقات و روابط میں عملاً نافذ کرنا چاہتی ہے۔

بگاڑ کا اصل سرچشمہ اس جماعت کے نزدیک دنیا کے بگاڑ کا حقیقی سبب خدا کی اطاعت سے انحراف، آخرت کی جوابدہی سے بے نیازی، اور انبیاء علیہم السلام کی رہنمائی سے روگردانی ہے، اور دنیا میں جب کبھی، جہاں کہیں، جس شعبۂ زندگی میں بھی بگاڑ رونما ہوا ہے یہی اس کا بنیادی سبب رہا ہے، کیونکہ یہ طرزِ فکر و عمل حق کے خلاف ہے۔ اس جماعت کے عقیدے میں "حق" یہ ہے کہ خدا اس پوری کائنات کا مالک و حاکم ہے، انسان اس کے سامنے جواب دہ ہے، اور صرف انبیاء کی تعلیم ہی ہدایت کا اصل سرچشمہ ہے۔ لہٰذا یہ جماعت نوعِ انسانی کے لیے فلاح کی صرف ایک ہی صورت دیکھتی ہے اور وہ یہ ہے کہ انسانی زندگی کا پورا نظام اپنے تمام شعبوں اور گوشوں سمیت خدائے واحد کی بندگی و اطاعت کے اصول پر قائم ہو، اس بندگی و اطاعت کے لیے انبیاء علیہم السلام کی اس رہنمائی کو سند مانا جائے جو آج اپنی صحیح و کامل

صورت میں صرف سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہی میں موجود ہے، اور افراد کی سیرتوں سے لے کر قوموں کے اجتماعی طرزِ عمل تک ہر چیز کو اس اخلاق اور اس کردار پر قائم کیا جائے جس کی بنیاد آخرت کی جوابدہی کے یقین و احساس پر رکھی گئی ہو۔

ایک بین الاقوامی تحریک | یہ جماعت قوم پرست اور وطن پرست جماعتوں کی طرح اپنے مطمحِ نظر کو اپنے ہی ملک کے حدود تک محدود نہیں رکھتی، بلکہ پوری انسانیت کی فلاح اس کے پیشِ نظر ہے۔ پاکستان میں اس کی کوششیں محض برائے پاکستان نہیں ہیں، بلکہ وہ چاہتی ہے کہ سب سے پہلے ہم اپنے ملک کے نظامِ زندگی کو مذکورۂ بالا نظریہ کے مطابق درست کریں، پھر اس کو تمام دنیا کے لیے نمونۂ ہدایت اور ذریعۂ اصلاح بنائیں۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا مقصدِ زندگی ساری دنیا میں اللہ کا کلمہ بلند کرنا اور حق کا بول بالا کرنا ہے، مگر دنیا میں ہم یہ خدمت اس وقت تک انجام نہیں دے سکتے جب تک سب سے پہلے خود اپنے گھر میں حق کا بول بالا نہ کرلیں۔ صرف یہی ایک صورت ہے جس سے ہم دنیا پر یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ ہم خود عملاً اس حق کی پیروی کر رہے ہیں جس کی طرف دوسروں کو دعوت دینا چاہتے ہیں۔ اور صرف اسی صورت سے دنیا کے سامنے اس امر کی شہادت پیش کی جاسکتی ہے کہ حق پرستی کس چیز کا نام ہے اور کیا اس کے نتائج اور فوائد ہیں۔

اسلام کا عملی نفاذ | اس جماعت کے نزدیک پاکستان میں دراصل کسر اس چیز کی نہیں ہے کہ یہاں خدا اور آخرت اور رسالت کے ماننے والوں کی کمی ہے، بلکہ اس چیز کی ہے کہ جس حق کو یہاں کے باشندوں کی اکثریت مانتی ہے وہ عملاً نافذ ہو اور اسی پر ہمارے ملک کا پورا نظامِ زندگی قائم ہو۔ یہ کوئی معمولی کسر نہیں ہے بلکہ ایک بہت بڑی کسر ہے۔ کیونکہ اسی کی وجہ سے ہمارا یہ ملک ایک اسلامی ملک ہونے کے باوجود نہ اسلام کی نعمتوں اور برکتوں سے خود فائدہ اٹھا رہا ہے نہ دنیا کے لیے اسلام کی حقانیت کا گواہ بن رہا ہے۔ اور یہ کسر اس لحاظ سے بھی کوئی ہلکی کسر نہیں ہے کہ اسے پورا کر دینا آسان ہو۔ اس کی پشت پر بہت سے طاقتور اسباب ہیں جنہیں بڑی سخت جدوجہد ہی کے بعد دُور کیا جاسکتا ہے۔

ایک طرف ہمارے عوام کی اسلام سے ناواقفیت ہے جس کی وجہ سے وہ اس دین کے عقیدت مند ہونے کے باوجود اس کی صحیح پیروی سے قاصر ہو رہے ہیں۔

دوسری طرف ہمارے اندر بہت سے ایسے مانعِ اصلاح عناصر کی موجودگی ہے جو اپنے تعصّبات کی وجہ سے یا اپنی اغراض کی خاطر مختلف پرانی یا نئی جاہلیتوں سے چمٹے ہوئے ہیں اور خالص اسلام کے قیام کی راہ روک رہے ہیں۔

تیسری طرف ہمارا ماضی قریب ہے جو ہمیں اس حال میں چھوڑ گیا ہے کہ انگریزی اقتدار نے اپنی تعلیم سے اپنے تہذیبی و تمدّنی اثرات سے، اپنے قوانین سے، اپنے معاشی نظام سے، اور اپنی انتظامی پالیسی سے ہماری زندگی کے ہر شعبہ کو غیر اسلامی سانچوں میں ڈھال دیا ہے، حتیٰ کہ ہمارے مذہبی عقائد اور ہمارے اخلاق تک کی جڑیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔

ان سب پر مزید یہ کہ انگریز کے رخصت ہو جانے کے بعد جن لوگوں کے ہاتھ میں ہماری قومی زندگی کی باگیں آئی ہیں اور جن کو اس نوخیز ریاست کی تعمیر و تشکیل کے اختیارات ملے ہیں وہ اگرچہ اسلام ہی کا نام لے کر برسرِ اقتدار آئے ہیں، اسلامی دستور کا حلف لے کر ہی حکومت کی کرسیوں پر بیٹھے ہیں، اور دعویٰ یہی کرتے ہیں کہ ہم یہاں اسلام کے مطابق کام کرنا چاہتے ہیں، لیکن نہ تو وہ اسلام کو جانتے ہیں، نہ ان کی اپنی زندگیاں اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ وہ اسلام کے طریقہ پر خود عامل ہیں، اور نہ ان کا اب تک کا طرزِ عمل یہ امید دلاتا ہے کہ ان کے ہاتھوں یہ ملک کبھی تجدّد کے راستہ سے ہٹ کر اسلام کے راستے پر چل سکے گا۔

یہ ہیں وہ بڑے بڑے بنیادی اسباب جن کی وجہ سے پاکستان میں اس کسر کو پورا کر دینا کوئی آسان کام نہیں ہے کہ یہاں کے باشندوں کی اکثریت جس چیز کو حق جانتی اور مانتی ہے وہ یہاں عملاً نافذ ہو اور اسی پر یہاں کا پورا نظامِ زندگی قائم ہو۔

اسلامی انقلاب کی راہ کے موانع | جماعت اسلامی ان تمام اسباب کو دُور کرنے کے لیے ایک مدت سے کوشاں ہے۔ وہ تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے عوام میں اسلام کا علم پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے۔ وہ ان تمام نئی اور پرانی جاہلیتوں کے خلاف بھی نبرد آزما ہے جنہوں نے ہماری زندگی کے مختلف گوشوں میں ڈیرے جما رکھے ہیں۔ وہ انگریزی اقتدار کے ان تمام اثرات کو بھی کھرچنے کی کوشش کر رہی ہے جنہوں نے اخلاق

اور نظریات سے لے کر معاشرت اور سیاست تک ہماری ہر چیز کو اسلامی نقطۂ نظر سے مسخ کر کے رکھ دیا ہے وہ علمی حیثیت سے یہ بھی بتا رہی ہے کہ اسلامی اصولوں پر ہر شعبۂ حیات کی تعمیر جدید کس طرح کی جاسکتی ہے اور اس وقت کے مسائل زندگی کا حل کیا ہے۔ وہ عملی حیثیت سے اس بات کی کوشش بھی کر رہی ہے کہ انفرادی اور اجتماعی طور پر لوگوں میں خدا کی بندگی اور انبیاء کی پیروی کا جذبہ اور ایمانی اخلاق کا رنگ پیدا ہو اور ایسی سیرتیں تیار ہوں جن میں آخرت کی جواب دہی کا احساس کارفرما ہو۔

لیکن ان سب باتوں کے ساتھ وہ یہ بھی ضروری سمجھتی ہے کہ پاکستان کا نظام حکومت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دیا جائے جو اسلام کے مطابق کام کرنا جانتے بھی ہوں اور چاہتے بھی ہوں۔ یہ چیز اس لیے ضروری ہے کہ اس کے بغیر ہماری قومی حکومت کے ذرائع و وسائل اور حاکمانہ اختیارات اسلامی زندگی کی تعمیر میں استعمال نہیں کیے جاسکتے۔ یہ چیز اس لیے بھی ضروری ہے کہ ایک بگڑی ہوئی حکومت اصلاح کے راستے میں سب سے بڑی مزاحم طاقت ہوتی ہے۔ اگر ایک طرف اصلاح کی خواہش رکھنے والے لوگ وعظ و تلقین اور تحریر و تقریر سے لوگوں کی زندگیاں درست کرنے کی کوشش کریں، اور دوسری طرف حکومت کی ساری طاقت اور اس کے سارے ذرائع لوگوں کے ذہن اور اخلاق اور معاملات کو بگاڑنے میں لگے رہیں تو ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ ایسی حالت میں کتنی کچھ اصلاح ہو سکے گی۔ اس کے علاوہ یہ چیز اس بنا پر بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ اگر ایک طرف یہاں اسلامی اصلاح و انقلاب کے خواہشمند لوگ غیر سیاسی تدبیروں سے اسلامی زندگی کی تعمیر کے لیے کوشش کریں، اور دوسری طرف ہماری قومی حکومت کا انتظام ان فرنگیت مآب لوگوں کے ہاتھ میں ہو جو اپنی پوری سیاسی طاقت اس ملک کو انگلستان، امریکہ، یا روس کی نقل مطابق اصل بنانے کی کوشش میں صرف کر دیں، تو اس سے یہاں ایک سخت کشمکش رونما ہوگی جو کسی حیثیت سے بھی اس ملک کے لیے مفید نہیں ہو سکتی۔ اس طرح ہر ایک جو کچھ بنانے کی کوشش کرے گا دوسرا اسے بگاڑنے میں اپنی طاقت صرف کرتا رہے گا اور فی الواقع یہاں کچھ بھی نہ بن سکے گا۔

ہمارے انتخابی مقاصد یہی وہ وجوہ ہیں جن کی بنا پر جماعت اسلامی اپنی دوسری کوششوں کے ساتھ ساتھ

پاکستان کی سیاسی قیادت کو ایک صالح قیادت سے بدلنے کی جدوجہد بھی کر رہی ہے۔ اس جدوجہد میں اس کے پیش نظر اپنا اقتدار نہیں بلکہ ان اصولوں کا اقتدار ہے جن پر اس کا اور ساری مسلم امت کا ایمان ہے۔

وہ گمراہ اور آزمودہ غلط کار لوگوں کے مقابلہ میں ان لوگوں کو انتخاب کے لیے قوم کے سامنے لانا چاہتی ہے جو دین دار بھی ہوں اور دیانت دار بھی، اور اس کے ساتھ نظامِ حکومت چلانے کی اہلیت بھی رکھتے ہوں۔

وہ عوام الناس کو صحیح انتخاب کی تربیت دینا چاہتی ہے، تاکہ وہ اپنے ووٹ کی قدر پہچانیں۔ اس کو بیچیں نہیں۔ نہ کسی کے دباؤ میں آکر دیں۔ نہ آنکھیں بند کر کے بے سمجھے بوجھے دیں۔ بلکہ خوب سوچ سمجھ کر، اصولوں کو جانچ کر اور آدمیوں کو پرکھ کر دیں۔

وہ انتخاب کے غلط طریقوں کی اصلاح کرنا چاہتی ہے جو اب تک ہمارے ملک میں دھن سے، دھونس سے، دھوکے اور دھاندلی سے جیتے جاتے رہے ہیں۔ جن میں جھوٹ، بہتان اور دشنام طرازیوں سے کام لیا جاتا رہا ہے۔ جن میں نسل، برادری، صوبائیت اور فرقہ بندی کے تعصبات سے اپیل کی جاتی رہی ہے۔ جماعتِ اسلامی خود ایمانداری کے ساتھ اخلاق کے اصولوں کی پوری پابندی کرتے ہوئے یہ انتخابی جنگ لڑنا چاہتی ہے، اور دوسروں کو بھی اس قابل نہیں رہنے دینا چاہتی کہ وہ انتخابات میں ناجائز ہتھکنڈے استعمال کر کے عوام کی آزاد مرضی کے خلاف ان کے سروں پر سوار ہو جائیں۔

وہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں اسلامی اصولوں کو کارفرما دیکھنا چاہتی ہے۔ اس کے پیش نظر پاکستان کو ایک ایسی ریاست بنانا ہے جو منکر کو مٹائے، معروف کو پروان چڑھائے، اور دنیا میں اللہ کا کلمہ بلند کرے۔ وہ چاہتی ہے کہ یہاں سے فرنگی دورِ اقتدار کی تمام باقیات السیئات کو ختم کر دیا جائے، معاشرے کی تعمیرِ نو اسلامی اقدار کی بنیاد پر کی جائے، حکومت کی پالیسی اسلامی عدل و انصاف کے اصولوں پر قائم ہو، اور ایک ایسی حقیقی جمہوریت وجود میں آئے جس میں عوام اپنی پسند کے آدمی برسرِ اقتدار لا سکیں، اور جن آدمیوں کو وہ پسند نہ کریں انہیں اقتدار کے منصب سے ہٹا سکیں۔

وہ ایک خادمِ خلق ریاست قائم کرنا چاہتی ہے جو ہر شہری کو غذا، لباس، مکان، تعلیم اور علاج بہم

پہنچانے کی ضامن ہو۔ جو لوگوں کے لیے رزقِ حلال کمانے کے زیادہ سے زیادہ اور کھلے مواقع بہم پہنچائے اور کسبِ حرام کے دروازے بند کرے۔ جو ایک طرف ملک کی دولت بڑھانے کی عاقلانہ تدبیریں عمل میں لائے اور دوسری طرف اس دولت کو زیادہ سے زیادہ انصاف کے ساتھ تقسیم کرنے کا انتظام کرے۔ جو لوگوں کے چیخنے چلانے سے پہلے ان کی ضرورتوں کو سمجھے اور فریاد سے پہلے ان کی مدد کو پہنچے۔ جو درحقیقت باشندوں کی خیر خواہ ہو اور باشندے اس کے خیر خواہ۔

یہ ہیں جماعت اسلامی کے انتخابی مقاصد۔ جو لوگ ان مقاصد سے اتفاق رکھتے ہوں انہیں ہم دعوتِ عام دیتے ہیں کہ وہ ان کے حصول میں ہمارے ساتھ تعاون کریں۔

بنیادی اصلاحات

جماعتِ اسلامی جو اصلاحی انقلاب اس ملک میں لانا چاہتی ہے، ظاہر ہے کہ وہ ایک دن میں نہیں لایا جا سکتا اور نہ معاشرے کو تیار کیے بغیر وہ اوپر سے مسلط کیا جا سکتا ہے۔ ایسا انقلاب بتدریج ہی آسکتا ہے۔ اس کے لیے ایک طویل مدت تک پیہم اور منظم سعی، دانشمندانہ منصوبہ بندی، انتھک محنت اور مسلسل تعمیری جدوجہد کی ضرورت ہے۔

اس سلسلے میں پہلے مرحلے پر جو کچھ ہم کرنا چاہتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہے:-

۱۔ اصلاحِ قیادت | اوّلین اصلاح جس پر ہم دوسری تمام اصلاحات کو منحصر سمجھتے ہیں، یہ ہے کہ ایماندار باصلاحیت اور خدا ترس لوگوں کو حکومت کا کام سپرد کیا جائے، تاکہ وہ قانون اور نظم و نسق کی طاقت سے معاشرے کے بگاڑ کو روکیں اور ملک کے ذرائع و وسائل کو ایک صالح معاشرے کی تعمیر میں استعمال کریں۔ کوئی اسکیم، خواہ کاغذ پر اس کا نقشہ کیسا ہی شاندار کھینچ دیا جائے، خود بخود نافذ نہیں ہو جاتی۔ زمین پر انسانی ہاتھ ہی اس کو نافذ کرتے ہیں۔ اس کو چلانے والے ہاتھ اگر اہل اور امین نہ ہوں تو کاغذی اسکیم سے کچھ نہیں بنتا۔

۲۔ حکومت کے مقصد کی تبدیلی | دوسری بنیادی اصلاح ہم حکومت کے مقصد میں کرنا چاہتے ہیں۔

بحالتِ موجودہ حکومت کا مقصد بجز اس کے کچھ نہیں ہے کہ نظم و نسق کو بس کسی نہ کسی طرح چلایا جائے اس سے آگے جس مقصد کی (عملاً نہیں بلکہ محض قولاً) نشان دہی کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ملک کا معیارِ زندگی بلند کیا جائے۔ مگر یہ ایک درآمد شدہ مقصد ہے جو بیرونی ممالک کے لوگوں سے سن کر یہاں لے آیا گیا ہے۔ یہ ہماری روایات اور ہمارے نظامِ فکر کی پیداوار نہیں ہے۔ ہم حکومت کے لیے وہ مقصد متعین کرنا چاہتے ہیں جو قرآن کی رو سے ایک اسلامی حکومت کا مقصد ہے، اور وہ ہے اسلامی معیارِ اخلاق کے لحاظ سے "نیکی کو فروغ دینا اور بدی کو مٹانا" ہم کوشش کریں گے کہ یہی مقصد حکومت کی پوری پالیسی اور اس کے پورے نظم و نسق میں روح کی طرح کارفرما ہو۔ ہمارے نزدیک حکومت کو معیارِ زندگی سے پہلے اور اس سے بڑھ کر معیارِ آدمیت بلند کرنے کی فکر ہونی چاہیے۔

۳۔ حکومت کے نقطۂ نظر کی تبدیلی | تیسری بنیادی اصلاح جو ہم کرنا چاہتے ہیں، یہ ہے کہ حکومت کا نقطۂ نظر اور اس کا انداز یکسر تبدیل کر دیا جائے۔

ڈیڑھ دو سو برس تک اس ملک پر ایک بیرونی قوم حکمران رہی ہے۔ وہ یہاں خدمت کرنے نہیں آئی تھی بلکہ ایک غلام قوم سے خدمت لینے آئی تھی۔ اس کے زمانے میں حکومت کا سارا انداز آقائی اور فرعونی و نمرودی کا تھا، اور خود اس ملک کے جو لوگ حکومت کے کل پرزے بنے تھے وہ بھی اس فرعونیت کے ایجنٹ بن کر ملک کے باشندوں پر خدائی کرنے کے خوگر ہو گئے تھے۔ آزادی کے بعد حکومت کا یہ انداز آج تک نہیں بدلا ہے۔ ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ حکام تک اپنے آپ کو آقا اور باشندگانِ ملک کو بندہ سمجھ کر ہی فرمانروائی کر رہے ہیں۔ ہم اس حالت کو بدل کر حکومت کے سارے نظام میں وہ اسپرٹ پیدا کرنا چاہتے ہیں جو اسلامی اخلاقیات کے مشہور اصول "سید القوم خادمہم" میں بیان کی گئی ہے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ حکومت کے نظام میں یہ بنیادی اصلاح نیچے سے نہیں بلکہ اوپر ہی سے آسکتی ہے۔ اگر صدرِ مملکت اور وزرا اور اعلیٰ حکام قوم کے خادم بن جائیں اور آقائی چھوڑ دیں تو پورے نظامِ حکومت کا انداز بدل جائے گا۔ اور اس کا بدلنا بڑی خیر و برکت کا موجب ہوگا۔ صرف اسی ایک اصلاح سے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے، نظمِ حکومت میں کارکردگی کی پوری اہلیت

پیدا ہو جائیگی، اور حکومت کے ساتھ باشندگان ملک کا رویہ بھی لازماً بدلے گا۔ لوگ ٹیکسوں کی ادائیگی سے بچنے کی کوشش چھوڑ دیں گے، حکومت کے کاموں سے عدم دلچسپی اور عدم تعاون کی روش ترک کر دینگے، اور حکومت کے بارے میں ان کی مخالفانہ ذہنیت (opposition mindedness) ختم ہو جائے گی۔

۴۔ **تعلیم اور ماحول کی اصلاح** چوتھی بنیادی اصلاح جو ہمارے نزدیک بڑی اہمیت رکھتی ہے، یہ ہے کہ ملک کا نظامِ تعلیم بدلا جائے اور عوام کی ذہنی و اخلاقی تربیت کا انتظام کیا جائے۔

ہم ایک نیا ماحول اور ایک نیا معاشرہ پیدا کرنے کے خواہشمند ہیں۔ اس مقصد کے لیے پورے نظامِ تعلیم کو اسلامی اصولوں کی روشنی میں از سرِ نو ترتیب دینا بالکل ناگزیر ہے۔ انگریزی دور کا نظامِ تعلیم ہمارے کسی کام کا نہیں، بلکہ الٹا نقصان دہ ہے۔ ہمیں ایک ایسے نظامِ تعلیم کی ضرورت ہے جو ایک نئی آزاد مسلم مملکت کے لیے موزوں کارکن، کارفرما اور شہری تیار کرے اور ایک ترقی کرنے والے ملک کی بڑھتی ہوئی تعلیمی ضروریات پوری کر سکے۔

ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ملک سے جہالت دُور کی جائے، ملک کی ساری آبادی کو کم از کم نوشت و خواند کے قابل بنا دیا جائے، اور تعلیم کو عام کرنے کے لیے ایسی سہولتیں فراہم کی جائیں کہ کوئی شخص محض وسائل کی کمی کے باعث اپنی صلاحیت کے مطابق اونچی سے اونچی تعلیم سے بھی محروم نہ رہ سکے۔

اس کے ساتھ ہم نشر و اشاعت اور تبلیغِ افکار کے ان تمام جدید ذرائع کو، جنہیں آج اخلاقی بگاڑ پھیلانے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے، وسیع پیمانے پر عوام الناس میں علم پھیلانے، اور ان کی اخلاقی و ذہنی تربیت کرنے کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں، اور ان چیزوں کے ہر ایسے استعمال کو روک دینا چاہتے ہیں جو ذہن اور اخلاق پر بُرا اثر ڈالنے والا ہو۔

ہمیں یقین ہے کہ اگر یہ تمام اقدامات کیے جائیں، اور ان کے ساتھ حکومت کے قوانین اور انتظامی اختیارات بھی اخلاقِ عامہ کی اصلاح اور بد اخلاقیوں کے سدباب میں مددگار ہوں تو ایک بنیادی تبدیلی رونما ہو کر رہے گی۔ رشوت، خیانت، فحاشی، ظلم و ستم اور بے راہ روی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ملک کے مختلف ذرائع اور عوام کی تمام تر قوتیں تعمیری کاموں پر صرف ہونے لگیں گی اور اس ملک کا پورا معاشرتی

ماحول رفتہ رفتہ تبدیل ہو کر آئندہ نسل کے لیے اس طرح سازگار ہو جائے گا کہ وہ ایک مکمل اسلامی حکومت کا نمونہ پیش کر سکے گی۔

۵۔ **منصفانہ معاشی پالیسی** | پانچویں اصلاح ہم ملک کے معاشی نظام میں کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ایک ایسی معاشی پالیسی کے طالب ہیں جس کے ذریعہ سے —

(۱) کسبِ حرام کے دروازے بند ہوں اور رزقِ حلال کے دروازے کھلیں۔

(۲) زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جا سکے۔

(۳) ملک کی آبادی کے درمیان بہتر اور منصفانہ تقسیم دولت کا انتظام کیا جا سکے۔

(۴) کسانوں، مزدوروں اور دوسرے کم آمدنی رکھنے والے طبقوں کو فوری امداد بہم پہنچائی جا سکے، اور

(۵) اجتماعی ضمانت (social security) کی ایک وسیع اسکیم کے تحت بیواؤں، یتیموں، ضعیفوں، بیماروں، اپاہجوں اور بے روزگاروں کو مدد دی جا سکے۔

۶۔ **دستوری اور قانونی اصلاحات** | چھٹی اصلاح ہم ملک کے دستور و قانون میں کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس امر کی پوری کوشش کریں گے کہ پاکستان کے دستور کو مکمل طور پر اسلامی اور جمہوری بنایا جائے، ملک میں جو قوانین اس وقت رائج ہیں ان کو اسلامی احکام اور اصولِ عدل و انصاف کے مطابق درست کیا جائے، اور اسلام کے جو احکام نفاذ طلب ہیں ان سب کو قانون کی حیثیت سے رائج کیا جائے۔ ہمارے نزدیک اسلامی قوانین کی تدوین اور ان کے نفاذ کے لیے کسی لا کمیشن کی نہیں بلکہ قانون سازوں میں ایمان کی ضرورت ہے۔

۷۔ **مستقبل کے لیے منصوبہ بندی** | ان سب امور کے ساتھ ہم ایسی مستقل بنیادیں رکھ دینا چاہتے ہیں جن پر مستقبل میں وہ اسلامی معاشرہ ارتقا پذیر ہو سکے جو دنیا بھر میں اقامتِ دین کی خدمت انجام دینے کے قابل ہو۔ اس مقصد کے لیے ماہرین کے ایسے کمیشن مقرر کیے جائیں گے جو ہماری سوسائٹی کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کر کے ایسی تجاویز پیش کریں جن کے ذریعہ سوسائٹی کو بتدریج اسلامی خطوط پر ڈھالا جا سکے۔

پالیسی اور پروگرام

۱- خارجہ پالیسی

پاکستان ایک اصولی اور نظریاتی ریاست ہے، لہٰذا اس کی ملکی اور بین الاقوامی پالیسی لازماً اس کے اختیار کردہ نظریۂ حیات پر قائم اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے والی ہونی چاہیے۔ ہمارے نظریۂ حیات کا فطری تقاضا یہ ہے کہ ہم دنیا میں حق اور انصاف کے علمبردار ہوں، ظلم و زیادتی کے مخالف ہوں، راستبازی سے خود کام لیں اور دوسروں کو اس پر آمادہ کریں، عہد و پیمان کے خود پابند رہیں اور دوسروں کو پاسِ عہد کی تلقین کریں۔

ہم امنِ عالم کے خواہشمند ہیں، اور اسے برقرار رکھنے کے لیے کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھیں گے۔ لیکن ہماری نظر میں محض حالتِ جنگ کا نہ ہونا ہی امن کے مترادف نہیں ہے، بلکہ امن سے ہماری مراد یہ ہے کہ دنیا میں بین الاقوامی انصاف کی ایسی فضا قائم ہو جس میں تمام قوموں اور ملکوں کو آزادی کے ساتھ ترقی کے کھلے مواقع حاصل ہوں اور کوئی کسی کے جائز حقوق پر نہ دست درازی کرے، نہ کسی کی پُرامن ترقی میں رکاوٹ بنے۔

ہم سامراجیت اور استعماری نظام کو بین الاقوامی انصاف کے خلاف، اور ان بنیادی اسباب میں سے ایک اہم سبب سمجھتے ہیں جن کی وجہ سے دنیا میں فساد برپا ہوتا ہے۔ یہ سامراج خواہ مشرقی ہو یا مغربی، بہرحال قابلِ مذمت ہے۔ ہم اس کے خاتمہ کے لیے اپنی انتہائی کوشش کریں گے اور ہماری امداد و تائید ہمیشہ ان مظلوم قوموں کے ساتھ ہوگی جو ان بلاؤں کی شکار ہوں۔

ہم دنیا کی تمام قوموں کے ساتھ دوستانہ تعاون کے تعلقات رکھنا چاہتے ہیں، مگر کسی ایسے تعلق، دوستی یا اتحاد کے لیے تیار نہیں ہیں جو ہمارے نظریۂ حیات کے خلاف ہو، یا جس سے ہمارے جائز قومی مفاد پر آنچ آتی ہو یا جس کا ہماری آزادی و خود مختاری پر بُرا اثر پڑتا ہو۔ اس بنیاد کو قائم رکھتے ہوئے ہم امنِ عالم کے قیام اور آزادی، جمہوریت اور فلاحِ انسانی پر مبنی معاشرے کی تعمیر کے لیے دنیا کے ہر ملک سے تعاون کریں گے ـــ ایسا معاشرہ جس میں فرد کی آزادی اور اس کے بنیادی حقوق

پوری طرح محفوظ ہوں۔

ہمارے نزدیک بین الاقوامی انصاف کے قیام میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ عالمی مسائل کے فیصلے میں چھوٹی اور بڑی قوموں کے درمیان طاقت کے لحاظ سے امتیاز قائم کیا گیا ہے، اور اصل فیصلہ کُن اختیارات بڑی قوموں کو ان کی فوجی قوت اور مادی برتری کی وجہ سے سونپ دیئے گئے ہیں۔ آج بین الاقوامی تعلقات کا بناؤ اور بگاڑ محض پانچ بڑوں کی مرضی پر منحصر ہو کر رہ گیا ہے، اور یہ طاقتیں ہمیشہ معاملات کو انصاف اور حق کے نقطۂ نظر سے نہیں بلکہ اپنے اپنے سامراجی مفاد اور استعماری حوصلوں کے نقطۂ نظر سے دیکھتی ہیں۔ کشمیر، الجزائر، فلسطین اور ہنگری کے معاملے میں ان کے متضاد طرزِ عمل نے اس حقیقت کو عالم آشکارا کر دیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر عالمی مسائل کو حل کرنے میں چھوٹی طاقتوں، بالخصوص مسلم ممالک کو اپنا صحیح پارٹ ادا کرنے کا موقع ملے تو قیامِ امن کے بہتر امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس غرض کے لیے ہمارے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ اقوامِ متحدہ کے چارٹر میں عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق تبدیلی کی جائے۔

عالمِ اسلامی کے متعلق ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ بین الاقوامی دنیا میں اس کا صحیح وزن اسی صورت میں محسوس کیا جائے گا، اور وہ اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طریق پر اسی وقت ادا کر سکے گا، جبکہ وہ اسلام کے اصولوں پر خود عامل ہو اور پھر انہی اصولوں پر متحد ہو کر کام کرے۔ اس لیے ہماری تمام کوششیں مسلم ممالک کو اسلام کی بنیاد پر متحد کرنے اور ان کے درمیان تعاون و اشتراک کے تمام ممکن ذرائع تلاش کرنے میں صرف ہونگی۔ متحدہ مساعی سے ایک طرف وہ خود اپنے مسائل کو بہتر طریق پر حل کر سکیں گے اور دوسری طرف دنیا میں حقیقی امن و سلامتی کے قیام کے لیے انتہائی مفید کام کر سکیں گے۔ ہم تمام دنیا کے مسلمانوں کے اتحاد، ان کی دینی و اخلاقی حالت کی اصلاح، اور ان کی خوشحالی و ترقی کے خواہاں ہیں اور ان کی تائید و حمایت کرنے اور مسائل کے حل میں ان کی امداد کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔

کشمیر کا مسئلہ، جو بھارت کی بے شرمانہ جوع الارض، بڑی طاقتوں کی مجرمانہ چشم پوشی، اور ہمارے ملک کے اہل سیاست کی کم ہمتی کے باعث اب پاکستان کے لیے ایک مستقل ناسور بن چکا ہے، ہمارے

نزدیک صرف ایک ایسی پالیسی ہی کے ذریعے حل ہو سکتا ہے جو توکل علی اللہ، وسعتِ نظر اور حوصلہ وجرأت پر مبنی ہو۔ ہم کشمیر کے مظلوم باشندوں کو ہر قیمت پر آزاد کرانے کا عزم رکھتے ہیں خواہ یہ مقصد اقوامِ متحدہ کی مدد سے حاصل ہو یا اس کے بغیر۔

۲۔ دستوری اصلاحات

ہمارا موجودہ دستور آٹھ سالہ عوامی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ یہ اسلامی اور جمہوری قوتوں کی نمایاں فتح تھی۔ تاہم یہ باشندگانِ پاکستان کی تمناؤں اور مطالبہ کے عین مطابق نہیں ہے۔ اگرچہ اس میں اسلامی جمہوریت کے بنیادی اصولوں کو تسلیم کر لیا گیا ہے، لیکن اس کے ساتھ اس میں بہت سی خامیاں اور چور دروازے بھی ہیں۔ ہم اس میں مندرجۂ ذیل اصلاحات کے خواہشمند ہیں۔

(۱) قرآن وسنت کو بالفاظِ صریح قانون کا ماخذِ اول تسلیم کیا جائے۔

(۲) اسلامی قانون کی تدوین اور اس کی تنفیذ کے لیے بہتر مشینری کا انتظام کیا جائے۔

(۳) پاکستان کے دونوں بازوؤں میں جداگانہ انتخاب کا طریقہ رائج کیا جائے۔

(۴) بنیادی حقوق کی دفعات میں سے تمام غیر معقول پابندیوں کو ختم کیا جائے اور خصوصاً احتیاطی نظر بندی (PREVENTIVE DETENTION) کی دفعہ کو منسوخ کر دیا جائے۔

(۵) عدلیہ کو انتظامیہ سے بالکل علٰحدہ اور مکمل طور پر آزاد کر دیا جائے۔

(۶) ہنگامی حالات میں بنیادی حقوق کو کلیۃً معطّل کرنے کے اختیارات منسوخ کیے جائیں۔

(۷) مارشل لا لگانے اور انڈیمنٹی ایکٹ جیسے قوانین بنانے کے غیر مشروط اور غیر محدود اختیار کو معقول حدود سے مقید کیا جائے۔

(۸) فوجی ملازمین کو فوجی عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کرنے کا حق اس طرح دیا جائے جس طرح پاکستان کے دوسرے باشندوں کو دیا گیا ہے۔

(۹) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۳- قانونی اصلاحات

ملک کے موجودہ قوانین میں ہم حسب ذیل اصلاحات کرنا چاہتے ہیں:

(۱) سیکیورٹی ایکٹ، سیفٹی ایکٹ، فرنٹیر کرائمز ریگولیشنز، اور ایسے تمام غیر منصفانہ قوانین کی تنسیخ جن کے ذریعہ حکومت کو مقدمہ چلائے بغیر کسی شخص کی آزادی سلب کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے یا جن سے شہریوں کے بنیادی حقوق پر ضرب پڑتی ہے۔

(۲) ایسے تمام ناروا قوانین یا پابندیوں کا خاتمہ جن کے ذریعہ پریس یا عوام کی آزادی رائے مجروح ہوتی ہے۔

(۳) بلا تاخیر ماہرین قانون کی ایک اعلیٰ اختیارات رکھنے والی کمیٹی کا تقرر جو رائج الوقت قوانین کو ملکی دستور کے ظاہری الفاظ اور باطنی روح کے مطابق بنا سکے اور ان تمام پیچیدگیوں کو دور کر سکے جو اب تک سامنے آئی ہیں۔

(۴) کورٹ فیس کو بتدریج ختم کرنا تاکہ لوگوں کو بلا معاوضہ انصاف حاصل ہو سکے۔

(۵) ضابطۂ دیوانی اور ضابطۂ فوجداری میں ایسی ترمیم و اصلاح جس سے عدالتوں میں جلدی اور بآسانی انصاف ہو سکے۔

(۶) بلا تاخیر ایسے قوانین بنوانا جن کے ذریعہ زنا، شراب، قمار بازی، عریانی، فحاشی، بردہ فروشی اور مخرب اخلاق فلموں، کتابوں، رسالوں اور اشتہارات کو روکا جا سکے۔

(۷) عورتوں کو شریعت کے عطا کردہ حقوق دلانے کے لیے قوانین بنانا اور رائج الوقت عائلی قوانین کو احکام شریعت سے ہم آہنگ کرنا۔

(۸) اسلامی اصولوں کے مطابق معاشرے کی اصلاح و تعمیر کے لیے نئے قوانین بنانا۔

۴- معاشی اصلاحات

پاکستان بہت بڑی حد تک ایک زراعتی ملک ہے جو رفتہ رفتہ صنعتی ترقی کی طرف بڑھ رہا ہے

یہاں زراعت اور صنعت، دونوں ہی کی ترقی برابر توجہ کی مستحق ہے۔ حکومت نے اب تک زراعت کی طرف سے غفلت برت کر بڑی سخت غلطی کی ہے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ ملک تقریباً قحط زدہ ہو چکا ہے اور اناج کی درآمد پر سالانہ تقریباً اسّی کروڑ روپیہ صرف ہو رہا ہے۔ ہم ملک کو اس دلدل سے نکالنا چاہتے ہیں۔

ہماری اقتصادی پالیسی معاشی زندگی کے تمام شعبوں اور ملک کے تمام حصوں کی متوازن اور متناسب ترقی پر مبنی ہو گی۔ ہم زراعت اور صنعت میں، چھوٹے اور بڑے پیمانے کی صنعتوں میں، ملک کی آبادی اور فراہمی روزگار میں، اور ملک کے مختلف حصوں اور علاقوں کی ترقی میں توازن قائم کرنا چاہتے ہیں۔

ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہمارا ملک نیم ترقی یافتہ اقتصادی نظام کی تمام کمزوریوں سے دوچار ہے — سرمائے کی کمی ہے، حوصلہ مندانہ پیش قدمی کا فقدان ہے، فنی واقفیت سے لاعلمی ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دور اندیش، وسیع النظر اور حقیقت پسندانہ اقتصادی رہنمائی سے محرومی ہے — ہمیں ان سب کا علاج کرنا ہے۔

ہماری معاشی پالیسی اس حقیقت پر مبنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہر چیز کو انسان کے لیے پیدا کیا ہے۔ ہمارے نزدیک اصل قدر و قیمت انسان کی ہے اور ترقی کا پیمانہ انسان کی فلاح و بہبود ہے، اجتماع سرمایہ نہیں۔ اس لیے سرمائے کو انسان کا خادم ہونا چاہیے نہ کہ انسان کو سرمائے کا بندۂ غلام۔ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ تمام قوتیں جو خدا نے انسان کے لیے مسخّر کی ہیں، انسانی فلاح و بہبود کے لیے استعمال ہونی چاہییں۔ سرمائے اور زمین کے ذرائع کا صحیح مصرف وہ ہے جس سے بنی آدم کو خوشحالی اور ترقی نصیب ہو۔ ہم اس نظام کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں جو چند لوگوں کو امیر سے امیر تر بناتا چلا جائے، اور بے شمار خلقِ خدا کو ابتدائی انسانی ضروریات تک سے محروم رکھے۔

دوسرے شعبوں کی طرح معیشت کے شعبہ میں بھی ہماری کوشش یہ ہو گی کہ ایک طرف ہم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اور دوسری طرف اپنے ملک کے حالات و ضروریات کو ملحوظ رکھ کر معاشی

نظام کی از سرِ نو تعمیر کریں۔ اس سلسلہ میں ہمارا پروگرام حسب ذیل ہے

الف۔ زرعی اصلاحات

۱۔ ملک میں خوراک کی کمی کا مسئلہ حل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کی جائیں گی، تاکہ آئندہ پانچ سال کے اندر خوراک کی پیداوار میں تقریباً پچاس فی صدی اضافہ ہو جائے۔

(۱) افتادہ قابلِ کاشت زمینوں کو زیرِ کاشت لانا۔

(۲) بنجر زمینیں جو اصلاح کے قابل ہوں، انہیں قابلِ کاشت بنا کر زیرِ کاشت لانا،

(۳) سیم اور شور کے پھیلاؤ کو روکنا، اور ان سے متاثر شدہ زمینوں کی اصلاح کرنا،

(۴) بہتر قسم کی کھاد اور کھیتی باڑی کے ترقی یافتہ وسائل اور طریقوں کو رواج دینا،

(۵) آب پاشی کے موجود اور ممکن وسائل کو پوری طرح استعمال کرنا،

(۶) کیڑوں سے فصلوں کو محفوظ کرنا، سمندری پانی سے زمین کو بچانا، اور دوسرے ان اسباب کو رفع کرنا جو پیداوار کی کمی کے موجب ہوتے ہیں،

(۷) نقد آور فصلوں (CASH CROPS) اور خوراک پیدا کرنے والی فصلوں کے درمیان صحیح توازن قائم کرنا۔

۲۔ تمام ایسی زمینداریوں کے متعلق، جو دو سو ایکڑ نہری و چاہی یا ہم سو ایکڑ بارانی سے زیادہ رقبے کی ملکیت پر مشتمل ہوں، تحقیقات کی جائے گی کہ ان میں سے کون شریعتِ اسلامیہ کی رو سے جائز ملکیت کی تعریف میں آتی ہے اور کون اس تعریف میں نہیں آتی۔

جو زمینداریاں اس تعریف سے خارج پائی جائیں گی ان کا صرف دو سو ایکڑ نہری و چاہی یا ہم سو ایکڑ بارانی حصہ موجودہ قابضوں کے پاس رہنے دیا جائے گا، باقی ماندہ رقبہ بلا معاوضہ ان کے قبضے سے نکال کر مستحق لوگوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے اور استحقاق میں ان لوگوں کا حق مقدم رکھا جائے گا جو فی الحال ان زمینوں میں کاشت کر رہے ہیں۔

جو زمینداریاں جائز ملکیت قرار پائیں گی انہیں ایسے قوانین کا پابند بنایا جائیگا جن سے وہ

تجارتی مضاربت کی طرح مالک اور مزارع کے درمیان محض ایک زراعتی شرکت کی حیثیت اختیار کریں اور ظلم و جور کا ذریعہ نہ بن سکیں۔ نیز قانون میں یہ صراحت کی جائے گی کہ ہر ایسی زمینداری قابلِ ضبطی ہے جو آلۂ ظلم بن گئی ہو، یا ریاست کے اندر ایک ریاست کی شکل اختیار کر رہی ہو، یا جسے ناجائز طریقوں سے سیاسی قوت و اثر حاصل کرنے کا ذریعہ بنا لیا گیا ہو۔

۳۔ تمام ایسی جاگیروں کے متعلق بھی، جو دو سو ایکڑ نہری و چاہی یا ہم سو ایکڑ بارانی سے زیادہ رقبے پر مشتمل ہوں، یہ تحقیقات کی جائے گی کہ وہ کن خدمات کے صلے میں یا کن خدمات کے لیے دی گئی تھیں۔ ان میں سے جو بھی ملک کے حقیقی مفاد کے سوا کسی اور خدمت کی خاطر دی گئی ہو اسے واپس لے لیا جائے گا، اور اس کے موجودہ قابضوں کی معقول کفالت کے لیے ایک مناسب رقبہ ان کی ملکیت میں دے دیا جائے گا جو کسی حالت میں دو سو ایکڑ نہری و چاہی یا ہم سو ایکڑ بارانی سے زیادہ نہ ہو گا۔

۴۔ جو اراضی خانقاہوں، گدیوں، مزاروں اور مذہبی اداروں کو مختلف زمانوں میں دی گئی ہیں ان کو شخصی قبضہ و تصرف سے نکال کر شرعی قانونِ وقف کے تحت لایا جائے گا، لیکن اس کے ساتھ ان لوگوں کی کفالت کے لیے معقول انتظام کر دیا جائے گا جن کی معیشت اب تک اس ذریعے پر منحصر رہی ہے۔

۵۔ مالکانِ اراضی اور کاشت کاروں کے درمیان انصاف قائم کرنے کے لیے حسبِ ذیل اصلاحات نافذ کی جائیں گی:۔

(الف) کاشت کار کو کم سے کم اتنا قطعۂ زمین اور اتنا حصّہ پیداوار لازماً دیا جائے جو بلحاظ اوسط اس کی بنیادی ضروریات کے لیے کفایت کر سکے۔

(ب) پیداوار کے مقرر حصّے یا طے شدہ لگان کے سوا مالکانِ زمین کو کاشت کاروں سے کوئی ٹیکس یا کوئی بلا معاوضہ خدمت لینے کا حق نہ ہو۔ نیز اس بیگار اور نذرانہ وحق وصولی کا طریقہ پاکستان میں جہاں جہاں بھی اب تک رائج ہو اس کو بند کرنا حکومت کی ذمہ داری قرار پائے۔

(ج) مزارعین کی بے دخلی کے لیے ایسے قوانین بنائے جائیں جن میں مالکوں اور مزارعوں کے ساتھ یکساں انصاف ہو۔

(د) چھوٹے مالکانِ اراضی کے غیر موروثی مزارعین کو مزارع تابع مرضی (Tenants at will) قرار دیا جائے تاکہ ایسے مالکان کے جائز حقوق کا بھی تحفظ ہو سکے۔

(ھ) بے دخل شدہ مزارعین کی آبادکاری کا ایسا انتظام کیا جائے کہ کوئی کاشتکار بے روزگار نہ رہ جائے۔

(و) مالکوں اور کاشت کاروں کی باہمی شکایات رفع کرنے کے لیے ان کی مشترکہ پنچائتیں قائم کی جائیں۔

۶۔ سرکاری زیر کاشت زمینوں کے موجودہ انتظام میں جو نقائص پائے جاتے ہیں ان کی اصلاح کی جائے گی۔

۷۔ زرعی املاک پر دوسری تمام ملکیتوں کی طرح اسلامی قانونِ میراث عملاً نافذ کیا جائے گا۔ خصوصاً عورتوں کو شرعی میراث سے محروم کرنے کی جاہلانہ رسم کا سختی کے ساتھ سدِ باب کر دیا جائے گا۔

۸۔ مشرقی پاکستان میں املاک متروکہ (Evacuee Property) کا قانون فوراً نافذ کیا جائے گا اور متروکہ جائدادیں اور زمینیں مہاجر اور مقامی مستحقین میں تقسیم کر دی جائیں گی۔

۹۔ کاشتکاروں کو جدید طریقہ ہائے زراعت سکھانے کا بڑے پیمانے پر انتظام کیا جائے گا۔ اس مقصد کے لیے تعلیمی پالیسی میں زراعتی میلان پیدا کیا جائے گا، جگہ جگہ ماڈل فارم قائم کیے جائیں گے، اور تمام ممکن ذرائع سے نئے زرعی طریقوں کو مقبول بنایا جائے گا۔

۱۰۔ کاشتکار آبادی کے لیے زراعت کے سوا دوسرے مواقع روزگار بھی پیدا کیے جائیں گے تاکہ اس کی گذر بسر کا انحصار صرف زمین کی کاشت پر نہ رہے، اور یہ لوگ اپنے خالی اوقات میں بھی کچھ کما سکیں۔

۱۱۔ مزارعین اور خود کاشت کرنے والے چھوٹے زمینداروں کو قرضوں سے نجات دلانے کے لیے حسبِ ذیل خطوط پر ایک اسکیم عمل میں لائی جائیگی۔

(الف) قرضوں پر جتنا سود جمع ہو چکا ہے اسے منسوخ کر دیا جائے۔

(ب) قرضوں کی اصل رقم کے طویل المیعاد تمسکات (بانڈ) حکومت کی طرف سے قرض خواہوں کے نام جاری کر دیئے جائیں جن کے تحت حکومت ایک مقررہ میعاد میں قرض کی اصل رقم ان کو ادا کرنے کی ذمہ داری

لے گی۔ یہ تمسکات قابلِ فروخت ہوں گے۔

(ج) حکومت بانڈ کی میعاد کے اندر اندر مقروض سے قرض کی اصل رقم بالاقساط وصول کرے گی۔

(د) اسی اسکیم کے تحت ان رہن شدہ زمینوں کو بھی واگزار کرایا جائے گا جن سے مرتہن لوگ شریعت کے خلاف ناجائز انتفاع کر رہے ہیں۔

۱۲۔ امداد باہمی کی ایک ملک گیر تحریک چلائی جائے گی جس کے ذریعہ امداد باہمی کی کثیر الاغراض (Multipurpose) سوسائٹیاں قائم کی جائیں گی تاکہ وہ کاشتکاروں کی زرعی، کاروباری، اور ذاتی حاجات کے لیے فراہمیٔ سرمایہ کی ضروریات پوری کر سکیں۔

۱۳۔ زرعی امداد باہمی (Cooperative Farming) کے طریقوں کو رائج کیا جائے گا تاکہ چھوٹی چھوٹی زمینداریوں کو مجتمع کیا جا سکے اور زراعت کے جدید طریقوں کو زیادہ اچھی طرح استعمال کیا جا سکے۔

۱۴۔ اشتمال اراضی کے لیے ضروری قوانین بنائے اور عملی اقدامات کیے جائیں گے۔

۱۵۔ لگان کی شرح میں یکسانی پیدا کرنے اور زمینوں کی موجودہ صورتِ حال کے مطابق درجہ بندی کرنے کے لیے از سر نو بندوبست کا انتظام کیا جائے گا۔

۱۶۔ دیہاتی علاقوں میں غیر کاشت کار اور غیر مالک لوگوں کو سکونت کے لیے زمین حاصل کرنے اور مکان بنانے کے حقوق دیئے جائیں گے۔

۱۷۔ ملک کے جن حصوں میں ابھی تک چک بندی نہیں کی گئی ہے وہاں اس کا انتظام کیا جائے گا تاکہ آبادی میں مدنیت کا احساس نشو و نما پا سکے اور تعلیم، علاج، ذرائع نقل و حرکت اور رفاہِ عام کے دیگر ذرائع آسانی سے مہیا کیے جا سکیں۔

۱۸۔ مویشیوں کی صحت اور بہتر معیار کے لیے اور ان کی اچھی نسلوں کے تحفظ اور مقبولیت کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں گے اور تمام دیہاتی علاقوں میں جانوروں کے علاج کا انتظام کیا جائیگا۔

(ب) صنعتی پالیسی

۱۔ ہم ملک کی صنعتی توانائیوں کو بلا تاخیر پروان چڑھانا چاہتے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک بنیادی اور

بڑی صنعتوں، اور روزمرہ کی ضروریات فراہم کرنے والی صنعتوں کے درمیان توازن قائم کرنا ضروری ہے۔ بلاشبہ بڑی صنعتوں کو پیمانۂ کبیر پر منظم کرنا بھی ایک اہم ضرورت ہے، مگر اس کے ساتھ ہر حصّہ ملک میں اس کی ضروریات و حالات کے مطابق ایسی چھوٹی صنعتیں بھی ہونی چاہییں جو عام استعمال کی چیزیں تیار کرتی رہیں۔ ہمارے نزدیک برقی قوت سے چلنے والی گھریلو اور چھوٹی صنعتیں بہت بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ ان کے ذریعہ معاشی نظام کی کارکردگی کو متاثر کیے بغیر بے روزگاری کا مسئلہ بھی حل کیا جاسکتا ہے، اور اس تمدنی بحران کا سدّباب بھی ہوسکتا ہے جو سرعت کے ساتھ رونما ہونے والی سماجی تبدیلیوں کی بدولت پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ ہم اصولاً اس کو صحیح نہیں سمجھتے کہ حکومت خود کارخانہ دار بنے اور کاروباری ادارے چلائے۔ لیکن جس مرحلے سے ہمارا ملک گزر رہا ہے اس میں ہمارے معاشی حالات اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ حکومت ایک طرف نئی صنعتیں قائم کرنے کے لیے عوام کی حوصلہ افزائی کرے اور دوسری طرف خود ایسی صنعتوں کی بنیاد ڈالے جن کی ملک کو ضرورت ہو اور نجی سرمایہ جن کی ابتدا کرنے سے ہچکچا رہا ہو۔ اس طرح جو صنعتیں حکومت کے انتظام میں شروع کی جائیں انہیں رفتہ رفتہ نجی کاروبار کے حوالے کر دینا چاہیے۔ لیکن اس امر کا پورا اہتمام کرنا چاہیے کہ یہ صنعتیں چند بڑے بڑے اجارہ داروں کے ہاتھ میں نہ چلی جائیں بلکہ عوام کو ان کے سرمایے میں شریک ہونے کا پورا موقع حاصل ہو۔

۳۔ ہم ملک کی صنعتی ترقی کے لیے خود ملک ہی سے سرمایہ فراہم کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور اس کے لیے ہم تمام مناسب تدابیر اختیار کریں گے۔ تاہم بیرونی سرمایہ سے بھی ہم فائدہ اٹھانے کے لیے تیار ہیں بشرطیکہ وہ سیاسی پھندوں سے پاک ہو، اور بیرونی سرمایہ داروں کے بے جا استحصال کا ذریعہ نہ بن جائے۔

۴۔ ہم اسلحہ سازی اور دوسری ایسی صنعتوں کی طرف خاص توجہ دیں گے جو دفاعی مقاصد کے لیے اہمیت رکھتی ہیں۔

۵۔ ہم اجارہ داری کو ختم کریں گے اور ایک ایسا کمیشن مقرر کریں گے جو چائے، نمک اور اسی قسم

کی دوسری صنعتوں کے حالات کی چھان بین کرے۔

۶۔ ہماری یہ کوشش ہو گی کہ گھریلو صنعتوں کو غیر منصفانہ بیرونی مسابقت سے بچایا جائے اور پاکستانی اشیاء کی ہمت افزائی کی جائے۔ لیکن ہم کارخانہ داروں کو اس تحفظ (Protection) کا ناجائز فائدہ نہیں اٹھانے دیں گے۔

۷۔ صنعتی تعلقات میں قیام عدل و انصاف کے لیے ہم حسب ذیل اقدامات کریں گے :۔

(۱) ہفتہ کار زیادہ سے زیادہ ۴۲ گھنٹے کا،

(۲) ہفتے میں کم از کم ڈیڑھ دن کی لازمی چھٹی،

(۳) مزدوروں اور ملازموں کے لیے کم سے کم اجرت اور تنخواہ کی ایک قانونی حد جس کا تعین اس بنیاد پر کیا جائے گا کہ ایک کارکن کو لازماً اتنا معاوضہ ملنا چاہیے جو اس کی انسانی ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی ہو۔

(۴) ۱۲ سال سے کم عمر کے بچوں سے محنت لینے کی ممانعت۔

(۵) عورتوں اور مردوں سے یک جا کام لینے کی ممانعت۔

(۶) بیماری اور مشینی حادثات کی صورت میں اجیروں کے علاج کا انتظام، نیز ناقابل کار ہو جانے کی صورت میں منصفانہ معاوضہ، اور ریٹائر ہونے پر پنشن یا پراویڈنٹ فنڈ کا انتظام۔

(۷) محنت کاروں کے لیے صحت مندانہ ماحول میں کام کرنے کا انتظام۔

(۸) محنت کاروں کو صنعتوں میں تدریج حصہ دار بنانے کے طریقے کو رائج کرنا۔

(۹) تحفظ ملازمت۔

(۱۰) صنعتی تنازعات کو پرامن طریقے سے طے کرنے کے لیے ضروری انتظامات۔ ملک کے دونوں حصوں میں مستقل صنعتی عدالتوں کا قیام۔ نیز اجیروں اور مستاجروں کی ایسی مشترک کونسلوں کا قیام جو باہمی شکایات کو دور کر سکیں تاکہ ہڑتالوں اور قفل بندیوں کی نوبت نہ آنے پائے۔

(۱۱) صحیح اصولوں پر پیشہ وارانہ تنظیم (Healthy Trade Unionism) کی حوصلہ افزائی۔

(۱۲) محنت کاروں کی سکونت کے لیے بہتر مکانات کا انتظام اور ان کے بچوں کے لیے تعلیم اور کھیل کود کی آسائشوں کا بندوبست۔

۸۔ ہم اس بات کا سختی سے اہتمام کریں گے کہ جلد از جلد پاکستان کے دونوں حصوں کی صنعتی ترقی میں توازن قائم کیا جائے اور ملک کے تمام حصے اور علاقے صنعتی خوشحالی سے یکساں مستفید ہوں۔

ج۔ منصفانہ معیشت اور خوشحال معاشرہ

ہمارا مقصد ایک ایسی منصفانہ معیشت اور خوشحال معاشرہ قائم کرنا ہے جس میں ہر فرد کو حسناتِ زندگی میں سے معقول حصہ مل سکے۔ اس کے لیے حسب ذیل اقدامات ہمارے پیش نظر ہیں:۔

۱۔ ٹیکس عائد کرنے کی پالیسی میں ایسی اصلاح جس سے قومی دولت معاشرہ کے تمام افراد میں انصاف کے ساتھ تقسیم ہو اور دولت و خوشحالی چند خوش نصیبوں کا اجارہ بن کر نہ رہ جائے (کی لایکون دولۃ بین الاغنیاء منکم)۔

۲۔ حکومت کی طرف سے زکوٰۃ و صدقات اور عام رفاہی اغراض کے لیے فی سبیل اللہ امانتیں وصول کرنے کا انتظام۔ یہ فنڈ شرعی قواعد کے مطابق حسب ذیل کاموں پر صرف کیا جائے گا:۔

(ا) غریبوں، محتاجوں، ضعیفوں اور اپاہجوں کو مالی سہارا اور پنشن۔

(ب) یتیموں اور غریبوں کی تعلیم

(ج) بے روزگاروں کو اس وقت تک سہارا دینا جب تک انہیں روزگار میسر نہ ہو۔

(د) ایسے لوگوں کی مدد کرنا جو تھوڑے سے سرمایہ سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے ہوں۔

(ھ) ضرورت مندوں اور مستحقوں کو بلا سود قرضے دینا۔

(و) غریبوں کو طبی امداد۔

(ز) مساجد، درسگاہوں اور دوسرے دینی اداروں کی اصلاحِ حال۔

(ح) علمی کام کرنے والوں کو وظائف۔

۳۔ افراطِ زر کی روک تھام، قیمتوں کو اعتدال پر لانا، اور اس سلسلے میں کم آمدنی والے طبقوں کو

سہارا دینے کے لیے حکومت کی طرف سے ایسی امداد دینا جس سے انہیں ضروریات زندگی سستے داموں مہیا ہو سکیں۔

۴۔ روزمرہ ضرورت کی اشیاء مثلاً نمک، مٹی کے تیل، دواؤں اور کھانے کے تیلوں پر ٹیکس کی شرح کم کرنا۔

۵۔ تھوڑی زمین کے مالکان کے لیے مالیہ میں تخفیف۔

۶۔ کم تنخواہ پانے والے سرکاری ملازمین کی شرحِ تنخواہ اور شرحِ پنشن پر نظر ثانی۔ اس میں یہ قاعدہ ملحوظ رکھا جائے گا کہ ہر ملازم کو لازماً اتنی تنخواہ ملنی چاہیے جس میں اوسطاً پانچ افراد کے ایک خاندان کی بنیادی ضروریات (غذا، لباس، مکان، تعلیم اور علاج) پوری ہو سکیں۔ اس قاعدے کا نفاذ فوجی اور سول تمام ملازمین سرکار پر یکساں ہو گا۔

۷۔ بڑی تنخواہوں کے معیار میں تخفیف، تاکہ چھوٹے اور بڑے ملازمین کے درمیان تنخواہوں کا حد سے بڑھا ہوا فرق گھٹ کر معقول حدود میں آجائے۔ ہمارے نزدیک انصاف کا کم سے کم تقاضا یہ ہے کہ تنخواہوں میں ایک اور ۳۰ سے زیادہ کا فرق باقی نہ رہنے دیا جائے، اس لیے ہم کوشش کرینگے کہ یہاں کوئی تنخواہ ۳ ہزار سے زیادہ اور سو روپے سے کم نہ ہو۔

۸۔ تعمیر مکانات کے لیے ایک ایسے ادارہ کا قیام جو غریبوں، مہاجروں، محنت کشوں اور کم تنخواہ پانے والے ملازمین کے لیے کم کرایہ کے مکانات بنائے اور کرایہ کے ذریعہ مکان کی قیمت وصول ہو جانے پر وہ مکان کرایہ دار کی ملکیت قرار پائے۔

۹۔ مستحق لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے غیر سودی قرض فراہم کرنے کا انتظام۔

۱۰۔ مڈل تک مفت لازمی تعلیم کا انتظام۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیمی اخراجات کو مناسب حد تک کم کرنا۔ محنت کشوں کی فنی تربیت کے لیے مالی امداد دینا۔

د۔ عام معاشی اصلاحات

مذکورۂ بالا تدابیر کے علاوہ ملک کے عام معاشی حالات کو درست کرنے کے لیے حسبِ ذیل

امور بھی ہمارے پیش نظر ہیں:

۱۔ اوقاف کی تنظیم۔

۲۔ بے جا تعیشات اور نمائشی فضول خرچیوں کو، تبلیغ و تلقین اور معاشرتی دباؤ اور قانون کے ذریعہ سے روکنا۔

۳۔ پرانی سڑکوں کی مرمت اور دیہی علاقوں میں راستوں کا انتظام یہاں تک کہ ہر گاؤں کا تعلق اپنے قریب کی کسی شاہراہ سے قائم ہو جائے۔

۴۔ پنچایتوں اور یونین بورڈوں کی اصلاح و ترقی۔

۵۔ قصبات اور دیہات میں صنعتی اور نجی ضروریات کے لیے بجلی کی فراہمی کا انتظام۔

۶۔ نئی نہروں اور بندوں کی تعمیر اور بھارت کی طرف سے نہری پانی کی رکاوٹ کے خلاف حفاظتی تدابیر۔

۷۔ ذخیرہ اندوزی، بلیک مارکٹنگ اور اسمگلنگ کے خلاف سخت اقدامات۔

۸۔ ان تمام اشیاء کی خرید و فروخت اور ان تمام ذرائع تجارت کی روک تھام جنہیں اسلام نے ممنوع قرار دیا ہے۔

۹۔ صحتمندانہ خطوط پر تجارت کی حوصلہ افزائی، خصوصاً برآمدی تجارت کی۔

۱۰۔ ملک کو سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچانے کے لیے مستقل انتظامات۔

۱۱۔ پٹ سن اور کپاس کی فروخت کے لیے اطمینان بخش انتظام، تاکہ کاشتکار اپنی پیداوار کو معقول قیمت پر آسانی سے فروخت کر سکے۔

۱۲۔ ملک کے معدنی ذخائر کا مکمل سروے۔ معدنی دولت سے استفادے کی زیادہ سے زیادہ کوشش۔ کان کنی اور معدنی صنعتوں کی حوصلہ افزائی۔

۱۳۔ اشیاء پر سے غیر ضروری کنٹرول ختم کرنا، اور تجارت کو حسب سابق کھلے بازار میں لانا۔

۱۴۔ اندرونِ ملک تجارت پر سے تمام بے جا پابندیاں ہٹانا تاکہ ملک کے مختلف حصوں میں

قیمتوں کا تفاوت ختم ہو۔

۱۵۔ مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان تجارت کی آسانیاں بہم پہنچانا اور آمد و رفت کے مصارف کم کرنا۔

۵۔ مالیات

پاکستان کے نظامِ مالیات میں ہم حسبِ ذیل اصلاحات کرنا چاہتے ہیں:

۱۔ ملک کے خزانے کو بتدریج ایسی آمدنیوں سے پاک کرنا جو اسلامی شریعت کی رو سے حرام ہیں یا اسلام کی معاشی پالیسی کے خلاف ہیں۔

۲۔ رفاہِ عام کے کاموں اور ان تجارتی کاموں سے جو سرکاری انتظام میں چلائے جا رہے ہوں، بے جا نفع اندوزی کو بند کرنا۔

۳۔ بتدریج سود کو اس کی ہر شکل میں بند کر دینا۔

۴۔ ٹیکس عائد کرنے اور وصول کرنے کے طریقوں میں ایسی اصلاحات جن سے ٹیکسوں کا بوجھ انصاف کے ساتھ ہر طبقے پر اس کی استطاعت کے مطابق پڑے اور وہ تمام اسباب ختم ہوں جن کی بدولت ٹیکسوں سے بچنے کے لیے معاشرے میں جھوٹ، خیانت اور جعل و فریب کی بیماریاں پھیلتی ہیں۔

۵۔ اس منشور میں جو اصلاحی پروگرام تجویز کیا جا رہا ہے اس کے مالی بار کو سہارنے کے لیے حسبِ ذیل تدابیر پر اعتماد کیا جائے گا:

(ا) نظم و نسق اور معاشرے کی اخلاقی اصلاح جس سے رشوت، خیانت، غبن، نا فرض شناسی اور ادائے محاصل سے اجتناب کی بیماریاں دور ہوں۔ اس اصلاح سے لازماً حکومت کی آمدنی بڑھے گی اور مصارف کم ہوں گے۔

(ب) حکومت کے مصارف میں اسراف کی تمام موجودہ صورتوں کا انسداد اور آئندہ کے لیے ان کی روک تھام۔

(ج) اصلاح و تعمیر اور ترقی کے اس پروگرام کی اہمیت پبلک کے ذہن نشین کرنا اور اجتماعی مفاد

کے ساتھ پبلک کی دلچسپیوں اور ہمدردی کو ابھارنا۔ نیز کارکنانِ حکومت کی دیانت و امانت کا اعتماد عوام کے دلوں میں قائم کرنا۔ اس طریقہ سے حکومت کو رضاکارانہ مالی امداد عطیوں اور قرضِ حسن کی صورت میں بھی باسانی مل سکے گی۔

(د) بدرجۂ آخر مزید ٹیکس عائد کرنا جسے پبلک ایسی صورت میں بخوشی قبول کر سکتی ہے جبکہ اسے اس اصلاحی پروگرام کی افادیت کا بھی یقین ہو اور اس امر کا اطمینان بھی حاصل ہو کہ جو کچھ اس سے لیا جائے گا وہ ایمانداری کے ساتھ اسی کے مفاد پر خرچ ہوگا۔

۵۔ تعلیمی اصلاحات

ہم تعلیم کو اوّلین اہمیت دیتے ہیں اور یہ رائے رکھتے ہیں کہ اسلامی انقلاب لانے اور اس کو مستحکم کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ معقول و مناسب تعلیم کا انتظام ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارا پروگرام حسب ذیل ہے:

ا۔ تعلیمی سہولتوں کو اس قدر عام کر دینا کہ تعلیم کسی شہری کی دسترس سے باہر نہ رہے اور ہر شخص کم از کم بنیادی تعلیم ضرور حاصل کرے۔

۲۔ اسلامی اصولوں کی روشنی میں نظامِ تعلیم کی اس طرح سے اصلاح کہ یونیورسٹیاں اور دینی دارالعلوم جلد سے جلد مل کر ایک ہی نظامِ تعلیم میں مدغم ہو جائیں اور یہی ایک نظامِ تعلیم ہمارے معاشرے کے لیے علمائے دین اور علمائے دنیا ایک ساتھ پیدا کرے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ہم مندرجۂ ذیل تدابیر پر عمل کریں گے:۔

(الف) ماہرینِ تعلیم اور علمائے دین پر مشتمل ایک ایسے کمیشن کا تقرر جو دو سال کے اندر اندر نئے نظامِ تعلیم کا ایسا نقشہ پیش کرے جو اسلام اور ہمارے ملی مزاج کے موافق ہو۔

(ب) نصابِ تعلیم میں ایسی اصلاحات کرنا جن کے ذریعہ ایک ایسا نظامِ تعلیم قائم ہو جائے جو زندہ ضمیر رکھنے والے خدا ترس تعلیم یافتہ شہری پیدا کر سکے، ایسے شہری جن کے مزاج اسلامی رنگ

میں رنگے ہوئے ہوں، اور جن کی سیرت پر بھروسہ کیا جا سکے۔

(ج) مخلوط تعلیم کو ختم کرنا اور عورتوں کے لیے ان کی ضروریات کی مناسبت سے علیحدہ نصاب اور معقول تعداد میں اسکولوں اور کالجوں کا انتظام کرنا۔

۳۔ تعلیم کا انتظام لوکل باڈیز سے لے کر صوبائی حکومتوں کے سپرد کرنا۔

۴۔ جلدی سے جلدی مفت لازمی تعلیم کا انتظام اور اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیمی اخراجات میں معتد بہ تخفیف۔

۵۔ معلمین کی صحیح تربیت پر خصوصی توجہ تاکہ وہ طلبا میں اسلام کا شعور پیدا کر سکیں اور ہر درسگاہ میں تربیت یافتہ اساتذہ میسر آسکیں۔

۶۔ اساتذہ کی تنخواہوں کے اسکیل کو اس حد تک پرکشش بنانا کہ سوسائٹی کے بہترین دماغ اس پیشہ کی طرف راغب ہو سکیں۔

۷۔ فنی تعلیم (TECHNICAL EDUCATION) کے لیے بہتر اور اعلیٰ انتظام خصوصاً فن زراعت، انجینئرنگ، طب اور فن تجارت کی تعلیم کے لیے۔

۸۔ ابتدائی اور ثانوی درسگاہوں میں دست کاری کی تعلیم تاکہ طلبا خود کفیل ہو سکیں۔

۹۔ دینی مدارس کی اس طرح اصلاح کہ دینی تعلیم جلد از جلد عام یونیورسٹی تعلیم کا جزو لاینفک بن سکے

۱۰۔ عربی کی تعلیم کو لازمی قرار دینا۔

۱۱۔ اردو اور بنگلہ کو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں انگریزی کے بجائے ذریعۂ تعلیم کی حیثیت سے رائج کرنا

۱۲۔ تمام علاقائی زبانوں کی ترقی کے لیے مناسب اقدامات۔

۱۳۔ بڑے پیمانے پر تعلیم بالغاں کی ایک مہم جس سے ایک قلیل مدت میں اس ملک کے اندر خواندگی کا اوسط ۵۰ فی صدی تک پہنچ جائے۔

۱۴۔ تمام سائنٹیفک ذرائع سے لوگوں کے عام معیار علم و واقفیت کو بلند کرنا اور خصوصیت کے ساتھ انہیں اسلام، فرائض شہریت، اخلاق صالحہ، صحت عامہ، زراعت اور مختلف پیشوں کی

ضروری تعلیم دینا۔

۶۔ انتظامی اصلاحات

حکومت کے نظم و نسق میں ہم حسب ذیل اصلاحات کرنا چاہتے ہیں:۔

۱۔ سرکاری محکموں سے رشوت، خیانت اور دوسری بداخلاقیوں اور بے ضابطگیوں کو دُور کرنے کی مُؤثر تدبیریں اختیار کرنا۔

۲۔ تمام ایسے اداروں میں جہاں سرکاری ملازمتوں کے لیے کارکنوں کی تربیت کی جاتی ہے۔ اخلاقی و دینی تعلیم و تربیت لازم کرنا تاکہ ان سے ایسے افسر تیار ہوکر نکلیں جو صرف قابل ہی نہ ہوں بلکہ خداترس، متدیّن اور فرض شناس بھی ہوں۔

۳۔ پبلک کے ساتھ سرکاری ملازموں کے رویّہ کو درست کرنا۔

۴۔ انگریزی دَور کے ضوابطِ ملازمت (SERVICE CONDUCT RULES) میں ایسی اصلاحات کرنا جن سے وہ معقول اور اسلام کے اخلاقی تقاضوں کے مطابق ہو جائیں۔

۵۔ انگریزی زبان کو سرکاری محکموں سے جلد از جلد رخصت کرنے اور اس کی جگہ اردو اور بنگلہ کے استعمال کو رواج دینے کے لیے مثبت اور مُؤثر اقدامات کرنا۔

۶۔ سرکاری افسروں کے لیے سرکاری ڈیوٹی کے وقت، نیز سرکاری تقریبات میں انگریزی لباس کے استعمال کو ممنوع قرار دینا اور ایسے تمام آثار کو مٹانا جن کی وجہ سے عوام الناس ابھی تک انگریزی دَور کی ذہنی غلامی سے آزاد نہیں ہو سکے ہیں۔

۷۔ اتوار کے بجائے جمعہ کی چھٹی مقرر کرنا۔

۸۔ پولیس کے عام طور طریقوں کو درست کرنا اور خصوصاً تفتیش کے تمام وحشیانہ اور غیر مہذب طریقوں کو بند کر دینا۔

۹۔ سی۔ آئی۔ ڈی کے بے جا استعمال کو روک کر اسے رشوت خور سرکاری ملازمین کی نگرانی، جرائم کی روک تھام، سمگلنگ اور بلیک مارکیٹنگ کے انسداد میں استعمال کرنا۔

۱۰۔ پولیس کے شعبۂ احتساب (PROSECUTION BRANCH) اور شعبۂ تفتیش (INVESTIGATION BRANCH) کو عملاً علیحدہ کرنا (جو اب محض برائے نام الگ ہیں)۔

۱۱۔ جیل کے تمام وحشیانہ اور غیر مہذب ضابطوں کو مہذب اسلامی طریقوں کے مطابق بدلنا۔ اسے دار العذاب اور جرائم کی تربیت گاہ کے بجائے قیدیوں کی اخلاقی و ذہنی اصلاح کی جگہ بنانا اور اس میں ایسے طریقے رائج کرنا جن سے مجرمین شریفانہ زندگی کے قابل بن سکیں۔

۱۲۔ اسلام کے منشاء کے مطابق پیشۂ وکالت کی اصلاح۔

۷۔ معاشرے کی اصلاح و تعمیر

ملک کی اجتماعی و معاشرتی زندگی کی اصلاح کے لیے ہمارا پروگرام یہ ہے:۔

۱۔ قانون اور انتظام کی تمام طاقتوں اور حکومت کے تمام ذرائع و وسائل سے کام لے کر معاشرے کو ہر قسم کے فواحش اور بداخلاقیوں سے پاک کرنا، اور ان تمام اسباب کو ختم کرنا جو معاشرے میں جرائم اور اخلاقی مفاسد کی تحریک و اشاعت کے موجب بنتے ہیں۔

۲۔ نظامِ معاشرت کی ان خرابیوں کو دور کرنے کی طرف خاص توجہ کرنا جن کی وجہ سے لوگوں کی اخلاقی و معاشی حالت کو نقصان پہنچتا ہے، یا خاندان کے استحکام پر زد پڑتی ہے، یا شادی بیاہ میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور نوجوان اخلاقی بے راہ رویوں میں مبتلا ہوتے ہیں، یا حقوق و فرائض کے اس توازن میں خرابی واقع ہوتی ہے جو اسلام نے عورتوں اور مردوں کے درمیان قائم کیا ہے نیز نکاح و طلاق کے رسم و رواج کی اسلامی شریعت کی روشنی میں اصلاح۔

۳۔ عورتوں کے لیے حدودِ شرعیہ کے اندر تعلیم و ترقی اور سماجی فلاح کے تمام مواقع بہم پہنچانا تاکہ وہ حسناتِ زندگی سے مستفید ہو سکیں اور معاشرے میں اپنا صحیح مقام حاصل کر سکیں۔

۴۔ جس حد تک حکومت کے وسائل سے ممکن ہے اخلاقِ عامہ کی اصلاح اور عوام کی ذہنی تربیت کے لیے ایسے انتظامات کرنا جن سے لوگوں میں سچی خدا پرستی اور خدا ترسی پیدا ہو، اپنی اخلاقی و

اجتماعی ذمہ داریوں کا احساس پیدا ہو، نیکی اور بھلائی کے کاموں میں تعاون اور برائی کے کاموں میں عدمِ تعاون کی سپرٹ پیدا ہو، قانون کے احترام کا جذبہ اور اجتماعی مفاد کا درد پیدا ہو، اور عوام الناس اس قابل ہو سکیں کہ برائیوں کے انسداد، بھلائیوں کی ترویج اور اجتماعی فرائض کی ادائیگی کا انحصار محض قانونی جبر پر نہ رہے بلکہ لوگوں کی اپنی اخلاقی حس ان کاموں کے لیے کافی ہو۔

۵۔ عوام کو تنظیم اور تعاون کی تربیت دینے کے لیے امداد باہمی کے طریقوں اور پنچایتی نظام کی ترویج۔

۶۔ مساجد کو تہذیب ملت کے مراکز بنانے کے لیے ائمہ و خطبا کی تعلیم و تربیت کا انتظام، ان کو باعزت طریقہ سے معاوضے دلوانے کا انتظام، مساجد کے موجودہ نظامِ تولیت کی اصلاح، مساجد میں قرآن و حدیث کے درس کا اجراء اور دارالمطالعوں کا قیام (اس سلسلہ میں یہ بات خاص طور پر ملحوظ رکھی جائے گی کہ مسجدیں اقتدار کے بت کی پرستش گاہوں میں تبدیل نہ ہونے پائیں، حکومت مسجدوں کی خادم ہو نہ کہ ان کی حاکم اور ان کے منبروں کی اجارہ دار)۔

۷۔ حج کے سفر سے ان تمام ناروا پابندیوں کو دور کرنا جو جہازوں کی قلت اور زرمبادلہ کی کمی کے بہانے عائد کی گئی ہیں۔ کراچی اور چٹاگانگ میں اعلیٰ درجہ کے حاجی کیمپوں کا قیام جہاں حاجیوں کے لیے جملہ سہولتیں میسر ہوں۔ حاجیوں کی روانگی اور واپسی کے لیے ریلوں کے کرایے میں رعایت اور اسپیشل ٹرینیں چلانے کا انتظام۔ حجاز میں حج کے موقع پر دینی اور سماجی خدمت اور حاجیوں کی خبر گیری کے لیے موزوں انتظامات۔

۸۔ شہری دفاع کے لیے عوام کو تیار کرنا۔ اس مقصد کے لیے حسبِ ذیل تدبیریں خصوصیت کے ساتھ اختیار کی جائیں گی:۔

(۱) لوگوں میں جہاد فی سبیل اللہ کی روح پھونکنا، اور ان کے اندر قوم پرستی یا وطن پرستی کے بجائے اس نظامِ زندگی کی حفاظت کے لیے کٹ مرنے کا جذبہ پیدا کرنا جس کے برحق ہونے پر وہ ایمان رکھتے ہیں۔

(۲) سرکاری ملازمین اور زیرِ تعلیم طلبہ کو فوجی تربیت دینے کا خاص اہتمام۔
(۳) عوام کو ایک مقررہ منصوبے کے مطابق دفاعی تربیت دینے کا وسیع انتظام تاکہ چند سال کے اندر ملک کا ہر فرد اسلحہ کے استعمال اور دفاعی تدابیر سے واقف ہو جائے۔
(۴) اسلحہ کے لائسنس عطا کرنے کے معاملہ میں ان بے جا پابندیوں کا خاتمہ جو انگریزی حکومت نے اس ملک کے لوگوں کو نہتا اور بزدل بنانے کے لیے عائد کر رکھی تھیں۔
(۵) اے۔آر۔پی اور فرسٹ ایڈ (ابتدائی طبی امداد) کے تربیتی مراکز میں توسیع۔
(۶) عورتوں کو اسلامی پردہ کے حدود میں رہتے ہوئے دفاعی تربیت دینے کا انتظام۔

۸۔ قومی صحت

ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان کا کوئی باشندہ محض ناداری کی بنا پر علاج سے محروم نہ رہ جائے نیز اس ملک کی عام صحت کو، جو روز بروز گرتی جا رہی ہے، سنبھالا جائے۔ اس غرض کے لیے ہم حسبِ ذیل تدابیر عمل میں لائیں گے:

۱۔ سستی قیمت پر دواؤں کی فراہمی کا انتظام، اور علاج کے مصارف کم کرنے کے لیے مزید تدابیر۔
۲۔ سرکاری شفاخانوں اور دایہ گھروں کی تدریجی توسیع۔
۳۔ سرکاری شفاخانوں کے عملے کی اخلاقی اصلاح تاکہ وہ مریضوں کے حقیقی ہمدرد اور خادم بنیں۔
۴۔ علاج کی سہولتوں کو عام کرنے کے لیے ایلوپیتھی کی طرح یونانی طب اور ہومیوپیتھی کے شفاخانے بھی سرکاری طور پر قائم کرنا۔
۵۔ دق، وبائی امراض اور جنسی امراض کی روک تھام پر خصوصی توجہ۔
۶۔ غذا اور دواؤں میں آمیزش کو پوری سختی کے ساتھ بند کرنا۔
۷۔ شہروں اور دیہات میں حفظانِ صحت کا اطمینان بخش انتظام۔

۸۔ حفظانِ صحت، تیمارداری، وباؤں کی مدافعت، صحت بخش غذا اور فوری طبی امداد (FIRST AID) کے متعلق ضروری معلومات کو مدارس کے نصاب اور تعلیم بالغان کے نصاب میں شامل کرنا، نیز ان معلومات کو زیادہ عام کرنے اور عوام میں صفائی کی حس پیدا کرنے کے لیے تمام ممکن ذرائع سے کام لینا۔

۹۔ غیر مسلم اقلیتیں

غیر مسلم اقلیتوں کے بارے میں ہماری پالیسی یہ ہوگی:۔

۱۔ اقلیتیں اپنے معاشرے کی اصلاح کے لیے جس قسم کے قوانین منظور کرانا چاہیں بشرطیکہ وہ دوسروں کے حقوق پر اثر انداز نہ ہوں، انہیں پاس کرانے میں ان کی مدد کی جائے۔

۲۔ ان کو اپنے مذہبی و تہذیبی معاملات میں حکومت کے وسائل سے جس جائز مدد کی ضرورت ہو وہ کشادہ دلی کے ساتھ دی جائے۔

۳۔ ان کے مذہبی و معاشرتی معاملات میں کوئی بے جا مداخلت نہ ہونے دی جائے۔

۴۔ انہیں اکثریت کے طرزِ عمل یا حکومت کے نظم و نسق سے جو بھی معقول شکایات ہوں انہیں رفع کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔

۵۔ شیڈولڈ کاسٹ (SCHEDULE CASTE) کی فلاح و بہبود پر خصوصی توجہ دی جائے۔

۱۰۔ متفرق امور

مذکورہ بالا پروگرام کے علاوہ حسبِ ذیل امور بھی ہماری خاص توجہ کے مستحق ہونگے:۔

۱۔ انتظامی معاملات میں صوبوں کو زیادہ سے زیادہ آزادی دینا۔

۲۔ مشرقی پاکستان کو دفاعی حیثیت سے خود کفیل بنانے کی کوشش کرنا۔

۳۔ مشرقی پاکستان کی اقتصادی ضروریات کے لیے خصوصی انتظامات کرنا۔ اسی طرح ملک کے دوسرے جو علاقے ابھی تک صنعتی اور دیگر ترقیات سے محروم ہیں ان کو ملک کی عام ترقی میں حصہ لینے کے قابل بنانا۔

۴۔ صوبائی، علاقائی، نسلی اور لسانی تعصبات کو ختم کر کے ملی اتحاد کا احساس ابھارنے اور مستحکم کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کرنا۔

۵۔ سابق صوبہ سرحد کی ملحقہ ریاستوں کو مغربی پاکستان میں مدغم کرنا اور قبائلی علاقوں کے نظام کو بتدریج پاکستان کے دوسرے حصوں کے نظام سے ہم آہنگ کرنا۔

۶۔ مہاجرین کے مسائل کو حل کرنے کے لیے مؤثر اقدامات، بالخصوص ان کے دعاوی کے بارے میں بلاتاخیر مستقل فیصلہ کرنا اور ان کی آبادکاری کا مناسب انتظام کرنا (واضح رہے کہ آبادکاری سے مراد محض سکونت کی جگہ مہیا کرنا ہی نہیں ہے بلکہ اس میں مواقع روزگار اور دیگر سہولتیں بھی شامل ہیں)۔ یہ کام زیادہ سے زیادہ دو سال کے اندر مکمل ہو جانا چاہیے اور اس کے بعد وزارت مہاجرین کو توڑ دیا جائے

۷۔ متروکہ جائدادوں کی الاٹمنٹوں کی تحقیق۔ جن لوگوں نے بلا استحقاق یا اپنے حق سے زائد الاٹمنٹ کرا رکھے ہیں، یا ویسے ہی متروکہ جائدادوں پر قبضے کر رکھے ہیں ان سے واپس لے کر مستحقین کو متروکہ املاک الاٹ کرنا۔

۸۔ حدودِ شریعت کے اندر آرٹ اور کلچر کی ترویج۔

۹۔ ۱۹۵۳ء کے مارشل لا میں جن لوگوں کو جانی و مالی نقصانات پہنچے ہیں ان کی تلافی۔

۱۱۔ پارلیمنٹری پالیسی

صوبائی اور مرکزی اسمبلیوں میں جماعت اسلامی کی پارلیمنٹری پارٹی حسب ذیل اصولوں پر کام کرے گی:۔

۱۔ وہ احکام اسلامی کے اجرا، انصاف کے قیام، اور ملک کی حقیقی فلاح و بہبود کے کاموں میں اسمبلی کی دوسری پارٹیوں کے ساتھ تعاون کرے گی، مگر ناجائز امور میں یا ناروا اغراض کی تکمیل میں کسی کی مددگار نہ بنے گی۔

۲۔ اگر وہ اکثریت میں ہو تو اپنی وزارت بنائے گی اور اس صورت میں اس کی پالیسی یہ ہو گی:۔

(الف) حاکمانہ زعم میں پبلک کی تنقیدوں سے بے پروائی نہ برتی جائے۔

(ب) پبلک کی شکایات کی طرف خواہ وہ اخبارات کے ذریعہ سے شائع ہوں یا کسی دوسرے ذریعہ سے پہنچیں، پوری توجہ کی جائے اور ہر جائز شکایت کو رفع کرنے کی کوشش کی جائے۔

(ج) حکومت کے کاموں میں پبلک کے اہل فکر و نظر اور واقف کار لوگوں کا تعاون حاصل کیا جائے

اور ان کے مشوروں سے فائدہ اٹھایا جائے۔

(د) وزراء بڑی بڑی تنخواہیں لے کر وزارت کے ٹھاٹھ نہ جمائیں اور نہ پبلک سے دور ہوں۔ ان کو اپنا معیارِ زندگی بلند کرنے کے بجائے اپنا معیارِ اخلاق اور معیارِ خدمت بلند کرنا چاہیے اور عوام سے دُور ہونے کے بجائے اور زیادہ قریب ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنی حکومت کے تحت ملک کے حالات سے براہِ راست واقف ہوں اور حالات کی اصلاح کریں۔

(ھ) پبلک کے روپے اور حکومت کی مشینری کو پارٹی کی اغراض کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔ نہ حاکمانہ اختیارات سے کسی اور طرح کا ناجائز فائدہ اٹھایا جائے۔

(و) حکومت کے اختیارات کو مخالف سیاسی پارٹیوں کے خلاف استعمال نہ کیا جائے۔

(ز) مغربی ڈپلومیسی کے طریقے ترک کر کے حکومت کا کام سچائی اور راست بازی کے ساتھ چلایا جائے۔

(ح) ہر قیمت پر وزارت سے چمٹے رہنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اپنے عقیدہ و مقصد کے مطابق اپنے اصلاحی پروگرام کو نافذ کرنے پر اصرار کیا جائے اور اگر اس کا موقع نہ ہو تو وزارت سے استعفا دے دیا جائے۔

۳۔ اگر یہ پارٹی اقلیت میں ہو لیکن دوسری پارٹیوں کے ساتھ مشترک وزارت بنانے کا امکان ہو تو صرف اس صورت میں اس امکان سے فائدہ اٹھایا جائے گا جبکہ:-

(الف) مشترک وزارت میں شریک ہونے والی پارٹیاں اس پارٹی کے عقیدہ و مقصد سے اور اس منشور کے اصلاحی پروگرام یا کم از کم اس کے بنیادی اصولوں سے متفق ہوں۔

(ب) وہ اس پالیسی پر عمل کرنے کا اقرار کریں جو اوپر نمبر ۲ میں بیان کی گئی ہے۔

۴۔ اگر اس پارٹی کو اپوزیشن میں رہنا پڑے تو وہ کبھی اختلاف برائے اختلاف نہ کرے گی بلکہ حق کی موافقت اور باطل کی مخالفت کے اصول پر عامل ہو گی۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین